سے جن حضرات کو نبوت ملی، جیسے حضرت عیسیٰ، وہ اگر قیامت سے پہلے تشریف لائیں تو ان کو نبوت پانچسو برس پہلے مل چکی ہے، ان کا آنا اس کے منافی نہیں۔ آپکے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔

پس جبکہ ہمارے آئین میں یہ دفعہ رکھی گئی ہے کہ ملک کا سربراہ مسلم ہوگا تو ہم آپ کی وساطت سے اپنے معزز وزیر قانون سے استدعا کرتے ہیں کہ یہاں علماء کے جتنے طبقے موجود ہیں سب کو اس مفہوم پر میرے ساتھ متفق پائیں گے۔ اس لئے اگر ہم نے آئین میں مسلمان کی تعریف کا معاملہ طے کر دیا تو بہت سی مشکلات اور مسائل سے نکل جائیں گے۔ (حضرت کی تقریر کو صرف پانچ چھ منٹ گذرے تھے اور کئی اہم امور پر گفتگو باقی تھی کہ اسپیکر نے وقت ختم ہونے کا اعلان کرکے تقریر ختم کر دی۔ حضرت نے اس کے بعد سوالیہ انداز میں ایوان سے اس تعریف پر رائے معلوم کرنا چاہی جس پر تمام حزب اختلاف نے مکمل اتفاق ظاہر کیا اور حزب اقتدار نے خاموشی اختیار کی۔

مولانا مفتی محمود صاحب

پارلیمانی لیڈر جمعیۃ العلماء اسلام

(۱۷ اپریل ۱۲ بجے)

جناب صدر آج جبکہ ہم اس ایوان میں جمع ہیں، عبوری آئین پر بحث ہمارے لئے بڑی مشکل ہے۔ ہمارے لئے اس آئین کی ہر دفعہ کی حمایت بھی ناممکن ہے اس لئے کہ دفعات میں بہت سی خامیاں موجود ہیں اور اگر اس آئین کی مخالفت کریں تو ادھر مارشل لا کی تلوار بھی ہمارے سروں پر لٹک رہی ہے۔ اگر یہ آئین پاس ہوتا ہے تو مارشل لا یہاں سے ہٹتا ہے اور نجات ملتی ہے۔ اور اگر پاس نہ ہوا تو نہ معلوم کتنی مدت اور بھی قائم رہتا ہے۔ بہرحال پھر بھی جو خامیاں ہمیں نظر آتی ہیں اسکی نشاندہی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

> عبوری آئین نہ اسلامی ہے نہ جمہوری۔ مذہبی عقیدے سے متقدم ہوتے ہیں۔ قانون بعد میں آتا ہے۔

جناب صدر ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کو بناتے وقت یہ نعرہ لگایا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہوگا۔ اور آپ بھی جانتے ہیں کہ ۲۴ سال تک حکمرانوں اور سیاستدانوں نے اسلام کو سیاسی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے ہمیشہ استعمال کیا ہے۔ لیکن جہاں تک اسلام کا نظریہ اور دین و مذہب کا تعلق ہے تو اس سے انحراف کی تمام کوششیں جاری ہیں۔ اس آئین میں ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا ہے۔ مگر بنظر عمیق دیکھنے پر بھی اسلام کی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء کے آئینوں میں بھی اس کا نام یہی رکھا گیا تھا مگر دوربین لگا کر بھی اس نظام میں اسلام کی کوئی بات دیکھ نہیں سکتے۔ جمہوریہ اس کو کہا گیا، مگر جمہوریت کی کوئی بات اس میں کہیں

نہیں مل سکتی۔ اور اب بھی ملک مارشل لاء کے تسلط میں چل رہا ہے۔

مذہب سرکاری۔ اسلام | میرے محترم صدر! بالکل معمولی سی بات ہے کہ محترم وزیر قانون سے (جن کا میرے دل میں احترام ہے) ہم نے مطالبہ کیا کہ آپ یہ دفعہ بھی آئین میں رکھ دیں کہ اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔ اسلامی ممالک مصر، لیبیا کے دساتیر (جن کو بہت سوں نے سوشلسٹ قرار دیا) میں بھی یہ دفعہ موجود ہے کہ دین الدولۃ هوالاسلام۔ تو وہ ملک جو اسلام کے نام سے قائم نہیں ہوئے وہاں بھی ایسی دفعہ موجود ہے ۔۔۔۔ تو یہاں اگر اس دفعہ کو شامل کر دیا جاتا تو پاکستان کے کروڑوں مسلمان مطمئن ہو جاتے مگر اس معمولی سی بات سے بھی گریز کیا جا رہا ہے۔

بنیادی حقوق کے نام پر ارتداد کی چھٹی ۔۔۔۔ | ۔۔۔۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکے گا۔ یہ بات بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک دھوکہ ہے اس لئے کہ بنیادی حقوق کی دفعات اسکی نفی کرتی ہیں۔ مثلاً ان دفعات میں مذہبی آزادی کے عنوان میں وضاحت سے کہا گیا ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ جو مذہب اور عقیدہ چاہے قبول کر سکتا ہے۔ اس میں گویا مسلمان کو عیسائی، یہودی، ہندو اور مرزائی بننے کا حق دیا گیا ہے۔ مرتد ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر اسلامی قانون سازی کہتی ہے کہ من بدّل دینہٗ فاقتلوہٗ اسلامی قانون کے تحت اگر اس ہاؤس میں ہم قانون سازی کا کام شروع کریں، تو ایسے شخص کو قتل مرتد کی سزا تجویز کریں گے۔ اس لئے کہ اللہ کا ارشاد ہے: انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا أن یقتّلوا او یصلّبوا او تقطّع ایدیهم وارجلهم من خلاف۔ الآیۃ اس طرح حدیث میں ہے: من بدّل دینہٗ فاقتلوہٗ۔ جس نے اپنا دین بدل دیا اسے قتل کر دو۔

قرآن و سنت کی ان تصریح کے باوجود ہم اب یہ سزا تجویز نہیں کر سکتے اس لئے کہ آپ نے آزادی مذہب کے نام سے اسے اس آئین میں حق دیدیا ہے۔ مگر مسلمان کے لئے سب سے عظیم جرم ارتداد ہے، زنا، شراب خوری، سود خوری، ڈاکہ زنی کا جرم اس سے کم ہے، اگر کم سے کم جرم پر سزا نہیں ہو سکتی، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کسی طرح اسلامی نہیں کہلا سکتا۔ (اس مرحلہ پر ایوان کے حزب اختلاف کے ساتھ گیلریوں میں بھی زوردار تالیاں بجائی گئیں۔ ایک پوائنٹ آف۔ آرڈر اٹھائے جانے پر سپیکر نے غیر ممبر حضرات کو کسی قسم کے تاثرات ظاہر کرنے سے روک دیا۔)

عائلی قوانین کی شکل میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو سلب کیا گیا ہے | جناب صدر! مذہب کی آزادی کی اس دفعہ پر جہاں ہم معترض ہیں۔ وہاں ہمیں ایک گونہ خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ اس دفعہ کے

تحت ہم مذہبی امور (اور پرسنل لاء) پر آزادی سے عمل کر سکیں گے۔ اور غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہو گی اور یہ ان کا حق ہے۔

سپیکر :- مفتی صاحب میرا خیال ہے، ان امور پر آپ مستقل آئین کے تدوین کے مرحلہ پر مفصل گفتگو کر سکیں گے۔

مفتی صاحب :- جناب والا میں تھوڑی بات کروں گا۔ ع شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

ہمیں یعنی پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو اس دفعہ کے باوجود بنیادی حق (آزادی مذہب کو یکدم سلب کر لیا گیا ہے ——— نکاح وراثت یعنی پرسنل لاء کے مسائل جسے ایوب خان نے آرڈیننس کے ذریعہ اس ملک میں نافذ کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم خواتین کے بھی نمائندے ہیں۔ لیکن میں خواتین کی مظلومیت کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ تین طلاقوں کے بعد بھی شوہر کو رجوع کا حق نہیں دے سکتا اس طرح کی مظلومیتیں عورتوں پر ان قوانین میں کی گئی ہیں۔ مگر آج اس آئین میں فیملی لاء کو بھی تحفظ دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ طلاق وراثت نکاح جیسے احکام میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی نہیں دی جا رہی۔ مگر دوسری طرف ارتداد کی اجازت مذہبی آزادی کے نام پر دیا جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں مذہب کے اصول پر عمل کرنے کی اجازت کیوں نہیں ہے۔ میں آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک (یعنی سرحد وغیرہ میں) آپ اس پر عمل نہیں کرا سکتے نہ اس پر عمل ہو رہا ہے، مذہبی عقیدے سے مقدم برتے ہیں، قانون بعد میں آتے ہیں۔

جائز و ناجائز پیشوں کی آزادی جناب صدر! آئین میں پیشے کی آزادی کو بنیادی حق سمجھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کتاب و سنت کے مطابق جائز کی شرط لگانی چاہیے۔ یہاں شراب فروشی، جرام زنا قحبہ کاری جیسے پیشے جاری ہیں۔ اس پر پابندی ضروری ہے۔

جناب صدر! موجودہ آئین میں بنیادی حقوق کی حق تلفی کی صورت میں ہائی کورٹ وغیرہ کے علاوہ سپریم کورٹ جانے کی اجازت بھی ضروری ہے۔

قصوری صاحب وزیر قانون :- سپریم کورٹ جانے کی اجازت بھی موجود ہے۔

نظر بندی کی دفعہ مفتی صاحب :- دوسری بات نظر بندی کی دفعہ سے متعلق ہے۔ اسلام میں جرم ثابت کئے بغیر مجرم ایک دن بھی جیلوں میں نہیں رکھا جا سکتا۔ قیوم خان صاحب تو تردید کرتے ہیں، مگر میرے سامنے ایسے قیدی مدتوں جیلوں میں رہے۔ منہ کالے کئے گئے ایسے مولوی ہیں جن کی داڑھی نوچی گئی تھی۔ اس کا کیا مطلب کہ ایک شخص ایک سال جیل میں رہے۔ ایک سال باہر ایک سال

پھر اندر :-

منکرات کی حوصلہ شکنی یا حوصلہ افزائی | پالیسی کے رہنما اصول میں اسلام کا ذکر بار بار آیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ منکرات کی حوصلہ شکنی کی جائے گی، مگر میں سمجھتا ہوں کہ جب تک قرآن کے صریح احکام کے مطابق شراب پر پابندی نہیں۔ سفارت خانوں اور تقریبات میں شراب عام ہو، مخلوط تعلیم کا دور دورہ ہو، تو کیا یہ حوصلہ شکنی ہے، نہیں یہ حوصلہ افزائی ہے۔ تو اصول میں یہ بات محض بات ہے۔

عورت کو مخصوص سیٹیں دینا عورتوں کی مردوں کے ساتھ برابری نہیں، فوقیت دینا ہے۔ حالانکہ اسلام نے مرد کو فوقیت دی ہے۔ وللرجال علیھن درجۃ۔ (یہاں بعض خواتین ارکان نے بولنا چاہا) مفتی صاحب نے مذاقاً کہا کہ کیا یہ فوقیت نہیں کہ ریل گاڑی میں عورتوں کے الگ کمرے مخصوص ہیں۔ مگر خواتین مردوں کے کمروں میں بیٹھ سکتی ہیں۔ مگر مرد خواتین کے کمرے میں داخل نہیں ہو سکتا۔

سپیکر :- مفتی صاحب تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں۔

مفتی صاحب :- بہت جلد ختم کروں گا، بہت جلدی۔

جناب صدر! آئینی تحفظات میں مارشل لاء کے زمانے کی اصلاحات زرعی تعلیمی پالیسی وغیرہ کو تحفظ دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ اصلاحات کافی نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور بھی آگے جانا چاہیے مگر اسلامی اصولوں کی روشنی میں۔ لیکن اسے تحفظ دئے جانے کی صورت میں ہم آگے بڑھ نہیں سکیں گے ——

جبری ریٹائرمنٹ | صاحب صدر! میں سمجھتا ہوں کہ صرف ریٹائرمنٹ کافی نہیں کہ باقاعدہ پنشن بھی جاری ہے اور اُسے مجرم بھی سمجھا جائے۔ اگر کورٹ میں الزام ثابت ہوا تو اسکی ساری جائداد ضبط کی جائے۔ لیکن جس صورت میں اُسے برطرف کیا گیا ہے یہ عدل و انصاف کے منافی ہے۔ اور جس انداز میں اپیل کا حق دیا گیا ہے۔ یہ تو رحم کی درخواست ہے۔ جبکہ اسے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کا بھی علم نہیں بہت سے ایسے لوگوں پر ظلم کیا گیا ہے جو ملک کے سچے خادم تھے۔ معلوم نہیں۔ کونسا ایسا ترازو تھا جس میں وفات پائے ہوئے پہلے سے اور ریٹائر شدہ افراد بھی آگئے۔ تو اس طرح کسی شخص کے حق کو چھین لینا ہی سمجھتا ہوں۔ درست نہیں اس کے لئے آپ سپریم کورٹ کے ججوں کو مقرر کریں۔ اب میں صوبائی مختاری کے مسئلے پر بھی کچھ عرض کروں گا۔ (اس مرحلہ پر صدر ایوان نے حضرت مفتی صاحب کی تقریر ختم کرادی اور بات ادھوری رہ گئی۔

☆